

## جان پرسوز: ایف الدین ترابی

عبدالہادی احمد

۱۹۸۳ء میں جناب ایف الدین ترابی سے پہلی ملاقات منصورہ، لاہور میں ہوئی تھی، جب میں ادارہ معارف اسلامی سے وابستہ تھا۔ پروفیسر ترابی ان دنوں سعودی عرب سے آئے تھے۔ ان کے علم و فضل اور ان کے مزاج کے عجز و انکسار نے متاثر کیا تھا۔ منصورہ میں خاصے عرصے تک ہم دونوں اپنے گھرانوں کے ساتھ بطور ہمسایے مقیم رہے۔ ان دنوں کی یادیں آج بھی میرے حافظے میں ان کے حسن خلق کے پھول بن کر مہکتی ہیں۔

۸۵-۱۹۸۳ء میں افغان جہاد کا میانی کی طرف گامزن تھا، اور میں افغان جہاد کے ابلاغی محاذ سے منسلک تھا۔ ادھر فکری سطح پر ترابی صاحب کشمیر کی آزادی کی جدوجہد سے وابستہ تھے۔ ہماری گفتگو کا موضوع اکثر کشمیر رہتا تھا۔ انھی دنوں ایک دن ترابی صاحب کے ساتھ مقبوضہ کشمیر کے ایک وجیہ نوجوان ادارہ معارف اسلامی میں تشریف لائے۔ ترابی صاحب نے انھیں ادارے کے سارے کارکنوں سے ملایا۔ ہم نے ان سے مقبوضہ کشمیر کے حالات پوچھے اور میں نے کچھ نوٹس بھی لیے۔ ترابی صاحب نے اصرار کر کے مجھ سے ”مقبوضہ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے“ کے عنوان سے مضمون لکھوا کر چھوڑا۔

ترابی صاحب کے ذہن میں کوئی منصوبہ آتا تو مجھے مشاورت میں شریک کر لیتے۔ ایک روز ہم نے طے کیا کہ عربی، اردو اور انگریزی میں ایک ایسا اخبار شائع کیا جائے جو بین الاقوامی ہوا اور اس کے لیے ’امت‘ نام بھی پسند کر لیا تھا۔ وسائل کی عدم موجودگی کے سبب یہ شائع نہ ہو سکا۔ تاہم ۱۹۹۰ء میں ۱۵ روزہ جہاد کشمیر جاری کیا اور چند برسوں کے اندر اندر اس کی اشاعت ۳۰ ہزار

تک پہنچ گئی۔ مرحوم ترابی صاحب کا تعاون شروع ہی سے اس جریدے کو حاصل رہا۔ اس کے چند سال بعد انھوں نے بھی کشمیر کی تحریک کو عالم عرب میں متعارف کرنے کے لیے عربی زبان میں کشمیر المسلمہ جاری کیا۔

ایف الدین ترابیؒ ۱۹۴۱ء میں مقبوضہ کشمیر کے ضلع پونچھ کی ایک بستی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں کشمیر یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ وہ ضلع بھر میں چوتھے مسلم گریجویٹ تھے۔ ۱۹۶۵ء میں ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے اسلامیات اور پھر عربی میں ایم اے کیا۔ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۷ء تک کالج کے استاد کے طور پر تعلیمی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۷ء میں ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ سے ایم فل کی ڈگری حاصل کی۔ قیام مکہ کے عرصے میں ترابی صاحب نے مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کی قیادت سے رابطے استوار کیے۔ ۸۰ کے عشرے کے آخر میں تحریک آزادی کو جوئی اٹھان ملی، اس میں جناب ایف الدین ترابی کا اہم کردار تھا۔ سعودی عرب سے پاکستان واپس پہنچ کر اپنے آپ کو مکمل طور پر تحریک آزادی کے لیے وقف کر دیا۔

۱۹۸۶ء میں جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے نائب امیر بنائے گئے۔ وہ آزاد کشمیر میں مقبوضہ کشمیر سے آنے والے مہمانوں، مہاجرین اور مجاہدین کو تحریک آزادی کی ناقابل تخیل قوت میں ڈھالنے والی ٹیم کے ایک اہم رکن تھے۔ مقبوضہ کشمیر سے آزاد خطے میں آنے والے بے سرو سامان سرفروشان آزادی کو محبت سے گلے لگانے اور ان کے لیے روحانی و جسمانی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام کرنے اور ان کو تحریک آزادی کا ہر اول دستہ بنانے میں جنھوں نے مرکزی کردار ادا کیا، ان میں مولانا عبدالباری مرحوم، رشید عباسی مرحوم، جناب عبدالرشید ترابی اور ایف الدین ترابی مرحوم شامل تھے۔

وہ اول و آخر اسلامی تحریک کے ایک منفرد کارکن تھے۔ گونا گوں بیماریوں میں مبتلا ہونے کے باوجود ان کے بدن میں روح بہت صحت مند اور اُجلی تھی۔ وہ اتنے عوارض کے ساتھ بھی حلیم الطبع، متواضع مزاج، شگفتہ رواد اور کشادہ فطرت تھے۔ زندگی کے آخری بیس پچیس سال انھوں نے مختلف بیماریوں کے زمرے میں گزارے، مگر وہ اپنے کام کے راستے میں کسی رکاوٹ کو حائل کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ دل مضطرب اور جان پرسوز کو کسی دم قرار نہ تھا۔ جوانی کے زمانے میں

وہ جس تحریک کا پرچم لے کر اٹھے تھے، ان کا بڑھاپا بھی اسی کے لیے وقف رہا۔ ان کے سراپے کو تصور میں لائیں تو ان کی مجموعی شخصیت طبعی شرافت، حسن خلق اور علم و عمل کا مجموعہ نظر آتی ہے۔

وہ نہ صرف تحریک آزادی کشمیر کے پاکستان، آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر میں بہت بڑے مددگار تھے، بلکہ نظریہ پاکستان کے سچے مبلغ اور جموں کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے عظیم داعی بھی تھے۔ ”کشمیر بنے گا پاکستان“ کے موقف پر وہ زندگی کے آخری سانس تک قائم رہے۔ ایف الدین ترابی صاحب نے تحریک آزادی کشمیر کے لیے کسی صلے اور ستائش کی خواہش کے بغیر عظیم خدمات سرانجام دیں۔ ہمیں یہ حقیقت یقیناً غم زدہ کر دیتی ہے کہ تحریک آزادی کشمیر اور مجاہدین کشمیر کے حق میں بلند ہونے والی وہ موثر آوازاں خاموش ہو گئی ہے... آئیے ہم سب دست دعا اٹھائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس نقصان کی تلافی فرمادے۔

ان کے جذب و سوز، اخلاص و ایقان اور تعلق باللہ کی کیفیات کا بھی قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو دوسروں کی غلطیوں سے صرف نظر کرتے، لیکن اپنی چھوٹی سے چھوٹی غلطی پر بھی اپنی باز پرس کرتے ہیں۔ ایک سفر میں ان کے ساتھ گاڑی میں راولپنڈی سے مظفر آباد جانا ہوا۔ سارے راستے میں کشمیر کی جہادی سرگرمیاں زیر بحث موضوع رہیں۔ میں نے ایک موقع پر جیسے ہی یہ کہا: ”ترابی صاحب یہ بہت بڑا کام ہم جیسے کم صلاحیت لوگوں پر آن پڑا ہے، میں ڈرتا ہوں، خدا نخواستہ ہماری بے تدبیری اور بصیرت کی کمی سے اگر یہ تحریک ناکام ہو گئی تو ہمارا انجام کیا ہوگا...!!“ یہ بات سنتے ہی ان کی آواز گلوگیر ہو گئی اور پھر وہ ایسے روئے کہ مجھے اس بات پر ندامت ہونے لگی کہ یہ تذکرہ کیوں چھیڑا، اور پھر اگلے کم و بیش ۲۵ کلومیٹر کے سفر کے دوران ان پر رقت طاری رہی اور ان کے آنسو نہیں تھمے۔

تحریک آزادی کشمیر کے رہنما جناب ایف الدین ترابی کی وفات سے کشمیر کی تحریک آزادی ایک ان تھک مجاہد اور مخلص ترین انسان سے محروم ہو گئی۔ ان کی پوری زندگی وطن عزیز کشمیر کی آزادی کی جدوجہد میں گزری ہے۔ وہ صحیح معنوں میں ایک با وفا شخص تھے... نوجوان تھے تو اپنے کاز سے وفا نبھاتے ہوئے گھر بار، مال و منال اور وطن عزیز کو قربان کر دیا۔ بڑھاپا آیا تو ان کی بہت پاکیزہ صفت بیٹی عذرا اور عزیز ترین داماد احسن عزیز شہید ہو گئے۔

کشمیر کی تحریک کو فروغ دینے کے لیے انھوں نے کئی ادارے بھی قائم کیے۔ ترابی صاحب کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد ۲۲ ہے، جن میں تحریک آزادی کشمیر منزل بہ منزل اور مسئلہ کشمیر: نظریاتی و آئینی بنیادیں اور بھارتی دعویٰ خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ بلاشبہ وہ عرب دنیا میں کشمیر اور پاکستان کی پہچان بن گئے تھے۔ میں ۲۰۱۲ء میں حج کے لیے گیا، تو منی میں شیخ یوسف قرضاوی سے ملاقات اور علیک سلیک ہوئی۔ جب انھیں جہاد کشمیر سے میری نسبت معلوم ہوئی تو پہلا سوال یہ کیا: کیف اخینا السید ایف الدین الترابی؟ رابطہ عالم اسلامی کے سربراہ شیخ حسن ترکی نے بھی کشمیر کے حالات پر گفتگو سے پہلے ترابی صاحب کی خیریت معلوم کی اور عربوں کے مخصوص انداز میں ان کے حق میں دعائیں کیں۔

تحریک آزادی کشمیر کے ساتھ ان کی غیر متزلزل وابستگی مرتے دم تک کم نہیں ہوئی اور اسلامی ممالک میں ان کی اس مقبولیت کا راز بھی یہی تھا کہ اپنے آپ کو ہمہ تن اور ہمہ وقت اپنے کاز کے لیے وقف کیے رہے۔ چند ایک بشری کمزوریوں کے سوا وہ نجات اور استقامت کے کوہ گراں تھے۔ عمر مستعار کے تقریباً ۳۰ برس تک وہ جماعت اسلامی آزاد جموں و کشمیر کے نائب امیر رہے۔ علامہ محمد اقبال نے جن تین اوصاف ’نگاہ بلند، سخن دل نواز اور جان پرسوز‘ کو میر کارواں کے لیے رختِ سفر کہا ہے، ترابی صاحب ان تینوں اوصاف سے متصف تھے۔ خصوصاً اپنے کاز پر اپنے آرام اور عیش و مسرت کو قربان کرنا ان کی شخصیت کا مابہ الامتیاز وصف تھا، مگر انھوں نے کبھی میر کاررواں ہونے کا دعویٰ نہ کیا۔

اہم گزارش: اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ قارئین اپنی ذمہ داری پر معاملات کریں۔ (ادارہ)